ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

تجارتی معاملات میں "حقوق" بطور مبیع

(مؤلف، موجد اور ناشر کے حقوق کی خرید و فروخت کے بارے میں فقہی اکادمیات کے قراردادوں کا تجزیاتی مطالعہ)

"RIGHTS" AS SUBJECT MATTER OF SALE IN COMMERCIAL TRANSACTIONS (AN ANALYTICAL STUDY OF FIQH ACADEMIES' RESOLUTIONS ON THE SALE AND PURCHASE OF AUTHORS', INVENTORS', AND PUBLISHERS' RIGHTS)

1. **Dr. Rizwan Ali**[1]
2. **Dr. Mahmood Ahmad**[2]

Abstract

Throughout history, humans have exchanged goods to meet primary and secondary needs, and trade (tijārat) has remained the most enduring mechanism. In a sale contract (ʿaqd bayʿ), the parties mutually agree to transfer both the commodity (mabīʿ) and its price (thaman). To prevent commercial malpractices, disputes, and conflicts in commercial dealings, Islamic Sharīʿah has systematically established fundamental principles, regulations, and conditions (qawāʿid wa sharāʾiṭ) governing such transactions.The contract of sale (ʿaqd al-bayʿ) encompasses numerous sub-categories, among which the legal rulings and conditions pertaining to the subject matter of sale (mabīʿ) constitute a significant jurisprudential domain. Classical Islamic jurists (fuqahāʾ) have meticulously delineated specific conditions for the mabīʿ in their legal compendiums, establishing criteria for determining which commodities are eligible for commercial exchange and which are prohibited from becoming objects of sale.In contemporary commercial practice, alongside the traditional exchange of tangible assets and corporeal goods (aʿyān), transactions involving intangible or incorporeal entities have gained prominence. Among these emerging commercial phenomena, the sale and purchase of "rights" (ḥuqūq) represents a particularly significant development. This emergence raises fundamental jurisprudential questions regarding the legitimacy of trading rights as commodities under Islamic commercial law: Are rights permissible as subjects of sale? Which categories of rights may constitute valid objects of commercial exchange, and which are prohibited?Among these tradeable rights are intellectual property rights including authorial rights (ḥuqūq al-muʾallif), inventors' rights (ḥuqūq al-mukhtariʿ), and publishers' rights (ḥuqūq al-nāshir), which are actively traded in contemporary markets. This article examines these specific categories of intellectual property rights, investigating the scope of rights accorded to authors, inventors, and publishers under Islamic jurisprudence. Furthermore, it analyzes the perspectives of national governments, international organizations, and Islamic juridical academies (al-majāmiʿ al-fiqhiyyah) established for collective ijtihād regarding the commercial exchange of such intellectual property rights within the framework of Islamic commercial law.

Keywords: Islamic commercial law, intellectual property rights, subject matter of sale (mabīʿ), Islamic jurisprudence (fiqh), authorial rights, commercial transactions

تمہید

بنی نوع انسان اپنی بنیادی اور ثانوی ضروریات کی تکمیل کے لیے ابتداء سے ہی اشیائے ضروریہ کا تبادلہ یا لین دین کرتے آئے ہیں۔ لین دین کے متعدد طریقے مختلف ادوار میں رائج رہے ہیں جن میں سے تجارت ایک متداول اور ہمیشہ سے رائج رہنے والا طریقہ ہے۔ تجارت میں فریقین اپنی مطلوبہ چیز اور سرمایہ کے حصول کی ضرورت پوری کرنے

[1] Senior Subject Specialist - Islamic Studies BS-18 || DrRizwanAli@hotmail.com || www.DrRizwanAli.com
[2] Assistant Prof. Govt. College University, Faisalabad.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

کے لیے باہمی رضامندی سے عقد بیع منعقد کرتے ہیں۔ تجارتی معاملات میں کسی بھی قسم کی بد عنوانی اور نزاع وغیرہ سے بچنے کے لیے شریعت اسلامیہ نے باقاعدہ طور پر کچھ اصول و قواعد اور شرائط وضوابط مقرر کیے ہیں۔ عقد بیع اور اس کی تفصیلات میں متعدد ذیلی عنوانات ہیں جن میں سے مبیع کے احکام وشرائط ایک اہم موضوع ہے۔ جس کو فقہائے کرام نے اپنی کتب میں بڑے اہتمام سے ذکر کرتے ہوئے مبیع کی کچھ شرائط ذکر کی ہیں جن کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کون سی اشیاء مبیع بن سکتی ہیں اور کون سی اشیاء مبیع نہیں بن سکتیں۔ فی زمانہ دیگر مادی اور اعیان اشیاء کی خرید وفروخت کے ساتھ ساتھ کچھ غیر مادی یا غیر اعیان کی خرید وفروخت بھی جاری ہے ان میں سے ایک اہم چیز "حقوق" کی خرید وفروخت ہے۔ حقوق کے متعلق متعدد سوالات جنم لیتے ہیں کہ آیا حقوق کو مبیع بنانا مشروع ہے یا نہیں؟ کون کون سے حقوق مبیع بن سکتے ہیں اور کون سے نہیں؟ ان حقوق میں سے کسی کتاب کے مولف/مصنف، کسی چیز یا تصور کے موجد یا کسی چیز کے ناشر کے حقوق بھی ہیں جن کی مارکیٹ میں خرید وفروخت جاری ہے۔ اس آرٹیکل میں انہی حقوق کے متعلق بحث کی گئی ہے کہ کسی مولف، موجد یا ناشر کو کون کون سے حقوق حاصل ہیں؟ ان کے متعلق قومی حکومتوں، عالمی تنظیموں اور اجتماعی اجتہاد کی غرض سے قائم فقہی اکادمیات کا کیا نقطہ نظر ہے؟

حقوق کی تفہیم:

حقوق کا واحد حق ہے جو عربی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی وجوب اور ثبوت کا ہے۔ لسان العرب میں ہے: وحَقَّ الأَمرُ يَحِقُّ ويَحُقُّ حَقّاً وحُقوقاً: صَارَ حَقّاً وثَبت[3] یعنی حق سے مراد کسی کے لیے ثابت شدہ کے ہیں۔ التعریفات الفقهية میں مرقوم ہے کہ الحَقُّ: هو الثابت الذي لا يسوغ إنكاره[4] حق سے مراد ایسی ثابت شدہ چیز ہے جس کا انکار ممکن نہ ہو۔ دکتور مصطفی زرقاؒ نے حق کی تعریف یوں کی ہے "ایسا اختصاص جس سے شریعت اختیار یا ذمہ داری کی حیثیت متعین کر دے"[5] مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ نے حقوق کی بیع کو زیر بحث لانے سے قبل ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے: 1۔ حقوق شرعیہ۔ 2۔ حقوق عرفیہ۔

1۔ حقوق شرعیہ

یہ وہ حقوق ہیں جو شریعت کی طرف سے کسی نص کے ذریعے ثابت شدہ ہوں، یعنی ان کے ثبوت کی بنیاد نص ہے قیاس نہیں۔ اگر نص نہ ہوتی تو یہ ثابت نہ ہو سکتے جیسے: حق شفعہ، حق ولاء، حق وراثت، حق نسب، حق قصاص، بیوی سے جنسی تعلق قائم کرنے کا حق، حق طلاق اور حق حضانت۔ ان حقوق کی آگے مزید دو قسمیں ہیں:

ایک وہ حقوق ہیں جو صاحب حق سے کسی ضرر کو دور کرنے کے لیے شارع نے اس کے حق میں ثابت کیے ہیں گویا یہ حقوق اصالۃً ثابت نہیں ہیں بلکہ دفعِ ضرر کے لیے ہیں جیسے حقِ شفعہ، حقِ حضانت۔ **ان کو حقوقِ ضروریہ کا نام بھی دیا جاتا ہے**۔ ایسے حقوق کا حکم یہ ہے کہ ایسے حقوق کسی اور کو منتقل نہیں کیے جا سکتے، نہ ہی بیع کے ذریعے سے اور نہ صلح یا پیسے لے کر تنازل[6] کے ذریعے سے۔ کیونکہ یہ حقوق، صاحب حق کے لیے اصالۃً ثابت تھے ہی نہیں یہ تو اس سے ضرر کو دور کرنے کے لیے شریعت نے ثابت کیے لہذا اب اگر وہ پیسے لے کر ان سے دستبردار ہونا چاہتا ہے یا ان کو فروخت کرنا چاہتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ان حقوق کے بغیر بھی گزارا کر سکتا ہے اور ان حقوق کا اسے حاصل نہ ہونا اسے کے لیے نقصان دہ نہیں ہے تو معاملہ اپنی اصل کی طرف لوٹ جائے گا اور اصل یہ ہے کہ اس کے لیے یہ حقوق اصالۃً ثابت ہی نہیں ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان حقوق کو مبیع نہیں بنایا جا سکتا نہ ان کی خرید وفروخت ہو سکتی ہے۔

---

[3] ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ: 49/10

[4] محمد عمیم الإحسان المجددي البركتي، التعريفات الفقهية، دار الكتب العلمية، 2003ء، ص: 80

[5] زرقاء، مصطفی احمد، المدخل الی نظریۃ الالتزام العامۃ فی الفقہ الاسلامی، دار القلم دمشق، طبع اول، 1999ء: 10/2

[6] بیع اور تنازل میں فقہاء نے فرق بیان کیا ہے بیع میں خرید وفروخت ہوتی ہے اور مبیع کی ملکیت بائع سے مشتری کی طرف اور ثمن کی ملکیت مشتری سے بائع کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ تنازل میں فریقین نازل اور منزول کہلاتے ہیں اس میں نازل کی طرف سے ملکیت منزول کی طرف منتقل نہیں ہوتی بلکہ نازل اپنے حق سے دستبردار ہوتا ہے اور جس فرد کے حق میں دستبردار ہو رہا ہوتا ہے اس کو اتنا ہی فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ نازل اب اس سے اپنا وہ حق وصول نہیں کرے گا جو اس کے لیے ثابت تھا۔ (الفروق = أنوار البروق في أنواء الفروق، 135/2)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

حقوق شرعیہ کی دوسری قسم میں وہ حقوق شامل ہیں جو صاحبِ حق سے کوئی وقتی ضرر رفع کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ اصالۃً ثابت ہوتے ہیں **ان کو حقوقِ اصلیہ کا نام دیا جاتا ہے** جیسے: حقِ قصاص، خاوند کا بیوی سے جنسی تعلق استوار کرنے کا حق، وراثت کا حق وغیرہ۔ان حقوق کا حکم یہ ہے کہ ان کو بھی خرید وفروخت کے ذریعے سے ایک فرد سے دوسرے کی طرف منتقل نہیں کیا جاسکتا۔ایسا جائز نہیں ہے کہ ایک شخص کسی مقتول کا ولی اور قصاص کا حق کسی اور طاقت ور شخص کو بیچ دے یا کوئی شخص اپنی بیوی سے زوجیت قائم کرنے کے حقوق کو کسی اور کو فروخت کردے۔اس کی توجیہ یہ ہے کہ شریعت نے یہ حقوق خاص صفات کے حامل خاص افراد کو دیئے ہیں جب متعلقہ صفات معدوم ہو جائیں گیں تو یہ حق فوراختم ہو جائے گا۔جیسے کسی عورت سے تعلق قائم کرنا اس وجہ سے جائز ہے کہ وہ شخص اس کا خاوند ہے اور اس سے اس کا نکاح موجود ہے لہذا ایسے حقوق نہ تو مبیع بن سکتے ہیں، نہ ہبہ کیے جاسکتے ہیں اور نہ ان میں وراثت چلتی ہے۔تاہم ان حقوق سے صاحب حق باہمی رضامندی سے پیسے وغیرہ لے کر دستبردار ہو سکتا ہے جیسے ایک مقتول کا ولی پیسے لے کر صلح کرلے اور اپنا قصاص لینے کا حق استعمال نہ کرے اور اس سے دستبردار ہو جائے۔حقوق ضروریہ اور حقوق اصلیہ میں یہ بنیادی فرق ہے کہ حقوق ضروریہ میں نہ بیع ہو سکتی ہے نہ تنازل جب کہ حقوق اصلیہ میں پیسے وغیرہ لے کر تنازل ہو سکتا ہے۔[7] مختصر یہ کہ ایسے حقوق کو کسی بھی صورت میں مبیع بنانا درست نہیں ہے۔

2۔حقوق عرفیہ:

یہ وہ حقوق ہیں جو بنیادی طور پر عرف وعادت سے ہی ثابت ہو جاتے ہیں اور ان کا ماخذ کوئی حکم شرعی نہیں ہے، شریعت اسلامیہ نے ان کو عرف کی وجہ سے ہی برقرار رکھا ہوتا ہے۔جیسے گزرنے کا حق، پانی گزارنے کا حق، پانی پینے کا حق وغیرہ۔ان میں سے کچھ حقوق ایسے ہیں جو کسی مادی چیز کا منافع کہلاتے ہیں جیسے کسی زمین کے ٹکڑے سے گزرنے کا حق، کسی دیوار پر شہتیر یا گارڈر رکھنے کا حق۔یہ حقوق اگر مقررہ مدت کے لیے حاصل کیے جائیں اور ان کا طے شدہ معاوضہ دیا جائے تو یہ عقد اجارہ کہلاتا ہے اور اگر یہ حقوق ہمیشہ کے لیے حاصل کیے جائیں وار ان کا معاوضہ دیا جائے تو یہ ان کی بیع کہلائے گی۔گویا یہاں یہ حقوق مبیع بن رہے ہیں اور ان کی بیع کی جارہی ہے۔فقہائے ثلاثہ نے تو بیع کی تعریف میں ہی منافع اور حقوق کو شامل کیا ہے ان کے نزدیک حقِ مرور کو فروخت کرنا، دیوار پر شہتیر رکھنے کے حق کو فروخت کرنا اور اپنے مکان کی چھت پر مکان بنانے کے حق کو فروخت کرنا درست ہے[8] لیکن احناف نے ضرورت کے تحت کچھ قیود کے ساتھ حقوق کی خرید وفروخت کی اجازت دی ہے۔مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ مختار قول کے مطابق حنفی مشائخ نے بھی معلوم زمین میں سے حقِ مرور کی بیع کو جائز قرار دیا ہے۔تاہم حق تعلی کو جائز قرار نہیں دیا کیونکہ اس کا تعلق کھلی فضا کے ساتھ ہے جو کہ عین نہیں ہے لیکن اب اس دور میں حق تعلی دینا عرف میں چل رہا ہے اس لیے ائمہ ثلاثہ کے قول کو اختیار کرنا زیادہ اولی ہے، واللہ اعلم[9]

ان عرفی حقوق میں سے ایک اہم حق جس کے متعلق قدیم فقہاء نے بحث کی ہے وہ حق اسبقیت ہے یعنی کسی مباح عام چیز پر جو پہلے کنٹرول حاصل کرلے گا وہی اس کا حق دار ہو گا۔اس میں آگے کچھ تفاصیل ہیں جیسے اس بات پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ کسی بنجر زمین کو آباد کرنا اس کا مالک بننے کے مترادف ہے یعنی مباح عام پڑی بنجر اور غیر آباد زمین پر ملکیت ثابت کرنے کے لیے اس کو آباد کرنا شرط ہے۔اب اس آبادکار کو حق ملکیت تو حاصل ہو چکا ہے کیا وہ اپنے اس حق کو آگے فروخت کر سکتا ہے؟ کچھ شافعی اور حنبلی فقہاء نے اس کو جائز قرار دیا ہے لیکن ان دونوں مسالک کا مختار قول عدم جواز کا ہے[10] گویا جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے وہ اس کو آگے فروخت نہیں کر سکتا ہے البتہ علامہ بہوتیؒ نے یہ راستہ نکالا ہے کہ وہ پیسے لے کر اپنے اس حق سے تنازل کرلے اور کوئی دوسرا فرد اس پر اپنی ملکیت قائم کرلے۔تاہم آج کل اس طرح کے مسائل اور مواقع کا پیدا ہونا بہت کم ہے کیونکہ دور حاضر میں جب قومی حکومتیں وجود میں آچکی ہیں اور زمین کے معلوم حصے اب باقاعدہ ممالک اور ان کی حکومتوں کے زیر کنٹرول ہیں، زمین یا تو افراد کے نام رجسٹرڈ ہو گی یا سٹیٹ کی ملکیت ہو گی اور ہر ملک کے اس کے متعلق باقاعدہ قوانین موجود ہیں۔

---

[7] ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین، الدمشقي الحنفي (ت 1252ھ)، رد المحتار علی الدر المختار (حاشیہ ابن عابدین)، دار الفکر-بیروت، طبع دوم، 1966ء: 519/4

[8] مواھب الجلیل، 276/4، شرح منتھی الارادات، 140/2

[9] تقی عثمانی، محمد، مفتی، فقہ البیوع علی المذاہب الاربعہ، مکتبۃ معارف القرآن، کراچی، طبع اول، 2015ء: 269/1

[10] شربینی، محمد بن احمد، شمس الدین، الخطیب الشافعی (ت 977ھ)، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، دار الکتب العلمیہ، طبع اول، 1994ء: 367/2، الکافی لابن قدامۃ، 439/2

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

ان حقوق کے علاوہ کچھ ایسے حقوق بھی ہیں جو خالصتاً دور حاضر کی پیداوار ہیں اور ان کی باقاعدہ خرید وفروخت بھی ہو رہی ہے جیسے: حقِ تصنیف وتالیف، حقِ ایجاد، حقِ ڈیزائن، پبلشنگ کے حقوق کی خرید وفروخت وغیرہ۔ آئندہ سطور میں ان ہی حقوق کو زیر بحث لایا جارہا ہے جس میں ان حقوق کے متعلق مختلف قومی حکومتوں اور عالمی آرگنائزیشنز کی طرف سے وضع کردہ قوانین اور ان کے شرعی حکم کے متعلق اسلامی فقہی اکادمیات کی قراردادوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

مولف، موجد اور ناشر کے حقوق کے متعلق قومی حکومتوں اور آرگنائزیشنز کی طرف سے وضع کردہ قوانین کا جائزہ

تالیف وتصنیف کے حقوق اور ایجاد واختراع کے حقوق کا تعلق بنیادی طور پر ان حقوق سے ہے جن کا تعلق انسان کی فنی، علمی اور فکری تخلیقات کے ساتھ ہے۔ دور حاضر میں اگر کسی سکالر نے کوئی ریسرچ کر کے نتائج پیش کیے یا کوئی علمی کام کر کے اسے منظر عام پر لایا تو اب وہ اس کتاب کے مواد میں تصرف کرنے کا مکمل حق رکھتا ہے کہ وہ اس کتاب کو خود پرنٹ کروائے یا کسی اور کو یہ کام سونپ دے، اس کتاب کو فروخت کرے، کسی کو تحفہ دے، یا اس کے حقوق کسی پبلشر یا نشریاتی ادارے سے یک مشت قیمت وصول کر کے اسے فروخت کر دے۔ یہی معاملہ سائنسی ایجادات اور انجینئرنگ کے میدان میں نئی نئی تخلیقات کا ہے۔ جہاں یہ عصر حاضر کا عرف ہے اس کے ساتھ ساتھ قومی حکومتوں نے اس پر باقاعدہ قانون سازی بھی کر رکھی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اقوام متحدہ[11] کے ماتحت کام کرنے والا ادارہ یونیسکو[12] نے اس پر باقاعدہ کام کیا ہے۔ 1952ء میں یونیسکو تنظیم نے مصنف کے حقوق کے لیے عالمی معاہدے کی قرارداد پیش کی جس کے نتیجے کے طور پر بعد میں فکری کاوشوں کی ملکیت کا عالمی ادارہ "ورلڈ انٹلیکچوئل پراپرٹی آرگنائزیشن"[13] وجود میں آیا۔ اس ادارے کی ویب سائیٹ پر ہر قسم کی انٹلیکچول پراپرٹی کے متعلق حقوق، حقوق کو رجسٹرڈ کروانے کا طریق کار اور خلاف ورزی کی صورت میں اٹھائے جانے والے اقدامات کے متعلق بین الاقوامی قانون سازی کی تفصیلات موجود ہیں۔ کتب کی تالیف، ویب پروگرامنگ، سافٹ ویئرز کے حقوق کے متعلق اس ادارے کی ویب سائیٹ پر یوں مرقوم ہے:

What is copyright?
Copyright (or author's right) is a legal term used to describe the rights that creators have over their literary and artistic works. Works covered by copyright range from books, music, paintings, sculpture, and films, to computer programs, databases, advertisements, maps, and technical drawings.[14]

اگرچہ اس بین الاقوامی ادارے سے قبل بھی ترقی یافتہ ریاستوں میں کاپی رائیٹ اور مولفین کے حقوق کے بارے میں مقامی سطح پر کسی نہ کسی صورت میں قوانین موجود تھے جیسا کہ ڈاکٹر جارج جبور نے بیان کیا ہے کہ 1709ء تک برطانیہ میں قانونِ حق اشاعت (Copyright Act) باقاعدہ طور پر جاری ہو چکا تھا جس کے مطابق صرف مصنف کو ہی اپنے تصنیفی کاموں کی طباعت کا حق حاصل تھا پھر 1741ء میں ڈنمارک میں اور اسی صدی کے آخری عشرے میں امریکا اور فرانس میں بھی اس جیسا قانون منظور ہو گیا۔ پھر مختلف ممالک کے مابین ایسے معاہدے ہونے لگے اور 1851ء میں برطانیہ، فرانس اور پرتگال کے مابین اسی نوعیت کا معاہدہ ہوا اور 20 مارچ 1883ء کو معاہدہ پیرس وجود میں آیا[15]۔ بعد ازاں 1910ء میں "حق تالیف کا عثمانی قانون" وجود میں آیا اور مراکش، مصر، لیبیا، عراق اور سوڈان میں اسی طرح کی قانون سازی کی گئی۔ دکتور بکر بن عبداللہ ابوزید نے اپنے مقالہ: ملکیة التالیف تاریخا وحکما میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ 1981ء میں بغداد میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں مولفین کے حقوق پر 34 دفعات پر مشتمل ایک مسودہ تیار کیا گیا جس کو "معاہدہ عرب" کا نام دیا گیا۔[16]

---

[11] اقوام متحدہ ایک بین الحکومتی ادارہ ہے جس کے بیان کردہ مقاصد بین الاقوامی امن وسلامتی کو برقرار رکھنا، اقوام کے درمیان دوستانہ تعلقات استوار کرنا، بین الاقوامی تعاون حاصل کرنا، اور اقوام کے اعمال کو ہم آہنگ کرنے کا مرکز بننا ہے۔ (www.un.org)

[12] اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم ہے جس کا مقصد تعلیم، فنون، سائنس اور ثقافت میں بین الاقوامی تعاون کے ذریعے عالمی امن اور سلامتی کو فروغ دینا ہے۔ (www.unesco.org)

[13] The World Intellectual Property Organization is one of the 15 specialized agencies of the United Nations. www.wipo.int

[14] https://www.wipo.int/copyright/en/ ("کاپی رائیٹس اور ٹریڈ مارکس کے تحفظ کے لیے کام کرنے والا عالمی ادارہ "ورلڈ انٹیلیکچوئل پراپرٹی آرگنائزیشن" کی ویب سائیٹ "تاریخ مشاہدہ: 22 فروری 2021ء)

[15] جبور، جارج دکتور، فی الملکیۃ الفکریۃ لحقوق المولف، دار الفکر، دمشق، طبع اول، 1992ء، ص: 37

[16] بکر بن عبداللہ ابوزید، دکتور، مقالہ: ملکیت التالیف تاریخا وحکما، مجلۃ المجمع الفقھی لرابطۃ العالم الاسلامی، شمارہ نمبر: 2، سال: 1408ء، ص: 168

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

گویا کہ ان حقوق کا عرف بھی موجود ہے اور معاصر دنیا میں ایسے حقوق کے لیے دساتیر اور قوانین بھی موجود ہیں جن میں لوگوں کے شخصی حقوق کے دائرے میں تحفظ فراہم کرنے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ جیسے انسان کے مادی حقوق کو احترام اور تحفظ دیا گیا ہے اسی طرح اس کے فکری، ذہنی اور تخلیقی حقوق کو عام مال و دولت سے زیادہ قیمتی اثاثہ تسلیم کر کے ان کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ اب ان حقوق پر ان کے موجدین کا ہی اصل حق ہے کیونکہ یہ ان کی ہی شبانہ روز محنتوں، کاوشوں اور تجربات کا ثمر ہے۔

ان حقوق کو باقاعدہ تحفظ دینا اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ اس طریقے سے سکالرز، مفکرین اور موجدین کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ مزید دلجمعی اور ہمت سے اس میدان میں کوشش کرتے ہیں اگر کسی کو معلوم ہو کہ اس کی محنت کسی اور نے غلط طریقے سے اپنی طرف منسوب کر لی ہے یا کمرشل بنیادوں پر وہ اس سے اس کی اجازت کے بغیر فائدہ اٹھا رہا ہے اور وہ اس کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی بھی نہیں کر سکتا تو اس سے اس موجد کی حوصلہ شکنی ہو گی اور وہ آئندہ سے کسی بھی پراجیکٹ پر اپنی صلاحیتیں، وقت اور پیسہ لگانے سے گریز کرے گا۔ موجودہ قوانین کی روشنی میں اور عرف کے مطابق ادبی اور تخلیقی کام اب موجد اور مولف کا حق ہے اور اسی کی ملکیت ہے۔[17]

ان حقوق کی وجہ سے کسی ادبی اور فنی کام کی نسبت اس کے موجد یا مولف کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں کی جا سکتی۔ اسی طرح اس کے موجد اور مولف کو حق حاصل ہے کہ اس کے مالی فوائد خود حاصل کرے یا کسی اور کو اس کے مالی فوائد حاصل کرنے کی اجازت دے دے یا اس کو استفادہ عام کے لیے رکھ دے۔

مولف، موجد اور ناشر کے حقوق اور ان کی خرید و فروخت کا شرعی حکم

ان حقوق کی عالمی اور قومی سطح پر قانونی حیثیت واضح کرنے کے بعد اب یہ دیکھا جانا ضروری ہے کہ فقہی اعتبار سے ان کا حکم کیا ہے اور اجتماعی اجتہاد کی غرض سے قائم کیے جانے والے عالمی یا قومی ادارے اس کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں؟ کیا ان حقوق کی خرید و فروخت جائز ہے؟

ذیل میں فقہ اکادمیات میں سے جن فقہ اکیڈمیز نے ایسے حق کے متعلق اپنے فیصلے جاری کر رکھے ہیں ان کو بیان کر کے ان کا تجزیاتی مطالعہ کیا جا رہا ہے:

مجمع الفقہ الاسلامی، جدہ کا نقطہ نظر

فقہ اکیڈمی جدہ کا پانچواں اجلاس کویت میں 10 تا 15 دسمبر 1988ء کو منعقد ہوا، اس اجلاس میں متعدد فیصلے ہوئے جن میں پانچواں فیصلہ "بشان حقوق معنویہ" کے نام سے صادر کیا گیا۔ مجموعی طور پر اکیڈمی کا یہ فیصلہ نمبر 43 ہے:

بعد اطلاعه على البحوث المقدمة من الأعضاء والخبراء في موضوع الحقوق المعنوية، واستماعه للمناقشات التي دارت حوله،قرر ما يلي:

أولًا :الاسم التجاري، والعنوان التجاري، والعلامة التجارية، والتأليف والاختراع أو الابتكار، هي حقوق خاصة لأصحابها، أصبح لها في العرف المعاصر قيمة مالية معتبرة لتمول الناس لها. وهذه الحقوق يعتد بها شرعًا، فلا يجوز الاعتداء عليها.

ثانيًا :يجوز التصرف في الاسم التجاري أو العنوان التجاري أو العلامة التجارية، ونقل أي منها بعوض مالي، إذا انتفى الغرر والتدليس والغش، باعتبار أن ذلك أصبح حقًّا ماليًّا.

ثالثًا :حقوق التأليف والاختراع أو الابتكار مصونة شرعًا، ولأصحابها حق التصرف فيها، ولا يجوز الاعتداء عليها.والله أعلم[18]

اس فیصلے کو تین نکات میں بیان کیا گیا ہے پہلے حصے میں واضح کیا گیا کہ حقوق تالیف و اختراع اس کے موجد اور مولف کے حق میں معترف حقوق میں سے ہیں اور ان کی باقاعدہ شرعی حیثیت ہے لہذا ان حقوق کو پامال کرنا درست نہیں ہے۔ دوسرے حصے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ان حقوق کا مالک ان میں تصرف کر سکتا ہے اور عوض لے کر کسی اور کو بھی منتقل کر سکتا ہے بشرطیکہ اس معاملے میں کسی قسم کی تدلیس، غرر اور دھوکہ دہی شامل نہ ہو۔ تیسرے حصے میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ یہ ایسے حقوق ہیں جو شرعاً محفوظ ہیں ان میں ان حقوق کا مالک ہی تصرف کر سکتا ہے کسی اور کی طرف سے ان میں دخل اندازی درست نہیں ہے۔

گویا کہ مجمع الفقہ الاسلامی کے نزدیک یہ حقوق باقاعدہ شرعی حیثیت کے حامل ہیں، ان کا لحاظ رکھا جائے گا اور ان میں مداخلت نہیں کی جائے گی۔ صاحب حق اپنے اس حق میں تصرف کرنے اور عوض کے بدلے کسی اور کو منتقل کرنے کا حق رکھتا ہے۔

المجمع الفقہی الاسلامی، مکہ کا نقطہ نظر

---

[17] اس ملکیت کو ثابت کرنے کے ہر ملک نے قانون سازی کر کے اپنے کام کو رجسٹرڈ کروانے کے لیے بندوبست کر رکھا ہے جیسا کہ پاکستان میں اس مقصد کے لیے باقاعدہ ادارہ قائم ہے جس کا نام **انٹلیکچوئل پراپرٹی آرگنائزیشن آف پاکستان** ہے یہ ادارہ کاپی رائیٹ، پے ٹینٹ، ٹریڈ مارک، ڈیزائن اور جیو گرافیکل انڈیکیٹرز کی رجسٹریشن کرتا ہے۔(www.ipo.gov.pk)

[18] مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی، جلد پانچویں، 2267/3

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

فقہ اکیڈمی مکہ کے نویں اجلاس میں دیگر فیصلوں کے ساتھ ساتھ ایک فیصلہ "بشان حقوق التاليف للمولفين" بھی کیا گیا یہ اس کانفرنس کا چوتھا فیصلہ ہے جس میں ایک جامع تمہید کے بعد حقوق کے قائلین اور مانعین کا نقطہ نظر بیان کر کے مجمع کا فیصلہ صادر کیا گیا:

الحمد الله وحده, والصلاة والسلام على من لانبي بعده سيدنا ونبينا محمد. أما بعد: فإن مجلس المجمع الفقهي الإسلامي في دورته التاسعة المنعقدة بمبنى رابطة العالم الإسلامي في مكة المكرمة في الفترة من يوم السبت ١٢رجب١٤٠٦هـ إلى يوم السبت ١٩رجب١٤٠٦هـ.

قد نظر في موضوع حقوق التأليف لمؤلفي الكتب والبحوث والرسائل العلمية: هل هي حقوق ثابتة مملوكة لأصحابها, وهل يجوز ً شرعا الاعتياض عنها والتعاقد مع الناشرين عليها, وهل يجوز لأحد غير المؤلف أن ينشر كتبه وبحوثه ويبيعها دون إذنه على أنها مباحة لكل أحد, أو لا يجوز.

وعرض على المجلس التقارير والدراسات التي هيأها في هذا الشأن بعض أعضاء المجلس وناقش المجلس ً أيضا رأي بعض الباحثين المعاصرين من أن المؤلف ليس له حق مالي مشروع فيما يؤلفه أو ينشره من كتب علمية بحجة أن العلم لا يجوز ً شرعا حجره عن الناس, بل يجب على العلماء بذله, ومن كتم ً علما ألجمه الله تعالى يوم القيامة بلجام من نار, فلكل من وصل إلى يده بطريق مشروع نسخة من كتاب لأحد المؤلفين, أن ينسخه كتابة, وأن ينشره ويتاجر بتمويل نشره وبيع نسخه كما يشاء وليس للمؤلف حق في منعه.

ونظر المجلس في الرأي المقابل, وما نشر فيه عن حقوق الابتكار, وما يسمى الملكية الأدبية والملكية الصناعية, من أن كل مؤلف لكتاب أو بحث أو عمل فني أو مخترع لآلة نافعة له الحق وحده في استثمار مؤلفه أو اختراعه ً نشرا ً وإنتاجا وبيعا, وأن يتنازل عنه لمن يشاء بعوض أو غيره وبالشروط التي يوافق عليها, وليس لأحد أن ينشر الكتاب المؤلف أو البحث المكتوب بدون إذن صاحبه, ولا أن يقلد الاختراع ويتاجر به دون رضى مخترعه.

وانتهى المجلس بعد المناقشة المستفيضة إلى القرار التالي:

1-أن الكتب والبحوث قبل ابتكار طرق النشر بالمطابع التي تخرج منها الآلاف المؤلفة من النسخ, حين لم يكن في الماضي وسيلة لنشر الكتاب إلا الاستنساخ باليد, وقد يقضي الناسخ سنوات في استنساخ كتاب كبير ليخرج منه نسخة واحدة كان الناسخ إذ ذاك يخدم العالم المؤلف حينما ينسخ بقلمه نسخة أو عدة نسخ لولاها لبقي الكتاب على نسخة المؤلف الأصلية ً معرضا للضياع الأبدي إذا تلفت النسخة الأصلية فلم يكن نسخ الكتاب ً عدوانا على المؤلف ً واستثمارا من الناسخ لجهود غيره وعلمه, بل بالعكس كان خدمة له وشهرة لعلمه وجهوده.

2-أما بعد ظهور المطابع, فقد أصبح الأمر ً معكوسا ً تماما, فقد يقضي المؤلف معظم عمره في تأليف كتاب نافع, وينشره ليبيعه فيأخذ شخص آخر نسخة منه فينشرها بالوسائل الحديثة ً طبعا أو ً تصويرا, ويبيعه ً مزاحما مؤلفه ً ومنافسا له, أو يوزعه ً مجانا ليكسب بتوزيعه شهرة فيضيع تعب المؤلف وجهوده, ومثل ذلك يقال في المخترع. وهذا مما يثبط همم ذوي العلم والذكاء في التأليف والاختراع حيث يرون أن جهودهم سينهبها سواهم متى ظهرت ونزلت الميدان, ويتاجر بها ً منافسا لهم من لم يبذل ً شيئا مما بذلوه هم في التأليف أو الابتكار.

فقد تغير الوضع بتغير الزمن وظهور المستجدات فيه, مما له التأثير الأساسي بين ما كان وما صار, مما يوجب ً نظرا ً جديدا يحفظ لكل ذي جهد جهده وحقه.

فيجب أن يعتبر للمؤلف والمخترع حق فيما ألف أو ابتكر, وهذا الحق هو ملك له ً شرعا لا يجوز لأحد أن يسطو عليه دون إذنه, وذلك بشرط أن يكون الكتاب أو البحث ليس فيه دعوة إلى منكر ً شرعا, أو بدعة أو أي ضلالة تنافي شريعة الإسلام, وإلا فإنه حينئذ يجب إتلافه ولا يجوز نشره.

وكذلك ليس للناشر الذي يتفق معه المؤلف ولا لغيره تعديل شيء في مضمون الكتاب أو تغيير شيء دون موافقة المؤلف, وهذا الحق يورث عن صاحبه ويتقيد بما تقيده به المعاهدات الدولية والنظم والأعراف التي لا تخالف الشريعة, والتي تنظم هذا الحق وتحدده بعد وفاة صاحبه ً تنظيما ً وجمعا بين حقه الخاص والحق العام, لأن كل مؤلف أو مخترع يستعين بأفكار ونتاج من سبقوه ولو في المعلومات العامة, والوسائل القائمة قبله.

أما المؤلف أو المخترع الذي يكون ً مستأجرا من إحدى دور النشر ليؤلف لها ً كتابا, أو من إحدى المؤسسات ليخترع لها ً شيئا لغاية ما, فإن ما ينتجه يكون من حق الجهة المستأجرة له, ويتبع في حقه الشروط المتفق عليها بينهما مما تقبله قواعد التعاقد.

والله ولي التوفيق وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه.[19]

مجمع کے اس فیصلے میں تمہیدی کلمات کے بعد یہ واضح کیا گیا کہ (اس کانفرنس میں پڑھے گئے) کچھ مقالات اس موقف پر زور دیتے ہیں کہ ان کتب اور تالیفات پر مولف کا کوئی مالی حق نہیں ہے اگر وہ لوگوں کو استفادہ سے روکتا ہے تو یہ کتمان علم کے زمرے میں آئے گا جو ایک گناہ ہے۔ لہذا اگر کوئی مولف کی تالیف سے نقل کرے، اس کے نسخے تیار کروائے اور مارکیٹ میں لے جائے تو یہ جائز ہے مولف اس کام سے روک نہیں سکتا۔ پھر مجمع نے اس رائے کے برعکس رائے پر مبنی مقالات کو دیکھا جو حقوق اختراع یعنی ادبی

[19] قرارات المجمع الفقہی بمکۃ المکرمۃ، اصدار: ثالث، کانفرنس نمبر: 9، قرارداد نمبر: 4، ص: 209

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

ملکیت اور صنعتی ملکیت کے قائل ہیں جن کے نزدیک کسی کتاب کا مولف اور کسی ایجاد کا موجد ہی اس کا اصل حق دار ہے وہ اس میں اپنی منشا اور مرضی کے مطابق تصرف کر سکتا ہے۔

فریقین کے دلائل کو سامنے رکھ کر مجمع نے دو حصوں پر مشتمل فیصلہ صادر کیا:

پہلے حصے میں یہ واضح کیا کہ یہ دور چھاپہ خانوں (پریس) کا دور ہے جب کہ عہد قدیم میں اگر کوئی شخص کسی مولف کی کتاب کو نقل کرتا تھا تو اس کے لیے طویل وقت درکار ہوتا تھا اور خاصی مشقت کرنا پڑتی تھی اور اس دور میں کسی کی کتاب کی نقل تیار کرنا علم کی نشر و اشاعت میں اور علم کو محفوظ بنانے میں اس مولف کی معاونت شمار ہوتی تھی۔

دوسرے حصے میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اب دور بدل گیا اور یہ دور پریس کا دور ہے، ایک مولف اپنی زندگی کے کئی سال صرف کر کے کتاب تالیف کرتا ہے اور اسے پرنٹ کروا کر مارکیٹ میں لے آتا ہے لیکن ساتھ کوئی بڑے پریس والا اس کتاب کا ایک نسخہ پکڑ کر اس کی خود سے پبلشنگ شروع کر دیتا ہے اور مولف کے مقابلے میں وہ کتاب کو بیچنا شروع کر دیتا ہے۔ یا کوئی شخص ذاتی شہرت کے لیے کتاب کو مفت تقسیم کرنا شروع کر دے تو ایسے کاموں سے مولفین کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے کیونکہ ان کا وقت اور سرمایہ اس کام میں صرف ہوا ہے جب کہ اس کو کیش کوئی اور کروا رہا۔ اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ زمانے کی تبدیلی سے صورت حال بدل چکی ہے اب ضرورت ہے کہ صاحبِ حق کے حق کی حفاظت کے طریقوں پر غور کیا جائے۔

لہذا ضروری ہے کہ صاحبِ تالیف و ایجاد کے حق کو شرعاً اس کی ملکیت مانا جائے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا ان میں مداخلت نہیں کر سکتا البتہ شرط یہ ہے کہ اس کتاب میں برائی اور منکر کی دعوت نہ دی گئی ہو، اگر ایسا معاملہ ہوا تو اسے ضائع کرنا ضروری ہے۔ مولف کا یہ حق تمام بین الاقوامی معاہدات اور دساتیر کے مطابق ہے۔ تاہم اگر کسی مولف سے کوئی ادارہ اجرت پر یہ کام کرواتا ہے کہ وہ مولف اس ادارے کے لیے فلاں کتاب تالیف کرے یا کسی موجد سے کوئی ادارہ کوئی چیز بنواتا ہے تو معاہدہ کے مطابق یہ اسی متعلقہ ادارے کی ملکیت ہو گی۔

مجمع کے اس فیصلہ سے جو باتیں واضح ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ:

1۔ مولف کو اس کی تالیف میں تصرف کا حق دینا کتمان علم کے زمرے میں نہیں آتا۔ بلکہ مولف تو خود اسے مارکیٹ میں لا رہا ہے جس کو علم چاہیے وہ مولف کے ذریعے حاصل کر لے۔

2۔ مولف کے مقابلے میں اس کی اجازت کے بغیر اگر کوئی ادارہ اس کی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا شروع کر دے تو یہ مولف کے حقوق میں دست درازی ہے جو جائز نہیں ہے۔

3۔ علاقائی اور بین الاقوامی قوانین بھی اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ مولفین اور پبلشرز معاہدات کے پابند رہیں۔

4۔ حقوق تالیف و ایجاد شرعی حقوق ہیں اور یہ مولفین اور موجدین کے حقوق ہیں ان میں دست درازی جائز نہیں۔

5۔ مولفین اور موجدین اگر کسی ادارے سے معاہدہ کر کے ان کے لیے کام کریں اور اس کی اجرت لے لیں تو معاہدے کے مطابق ایجاد یا تالیف کے حقوق متعلقہ ادارے کے ہوں گے۔ جیسا کہ کوئی پبلشر کسی مولف سے کوئی کتاب لکھوالے یا کوئی کمپنی کسی ماہر سے کوئی نقشہ بنوالے یا کوئی ڈیزائن بنوالے جیسے گاڑیاں بنانے والی کمپنیاں اپنے مختلف ماڈلز کی گاڑیوں کے لیے ڈیزائن (Shapes) بنواتی ہیں۔

فقہ اکیڈمی انڈیا کا نقطہ نظر:

فقہ اکیڈمی انڈیا کا تیسرا فقہی سیمینار بمطابق 8 تا 11 جون 1990ء بنگلور انڈیا میں منعقد ہوا۔ اس سیمینار میں "**حقوق کی فقہی حیثیت**" کے عنوان سے حقوق کے معاملے کو زیر بحث لایا گیا، شرکائے سیمینار کے مقالات کو دیکھنے اور سننے کے بعد مجمع نے پانچ نکات پر مشتمل فیصلہ صادر کیا:

1۔ بیع میں مال کی شرط جوہری ہے۔

2۔ مال کی حقیقت نصوص شرعیہ نے متعین نہیں کی ہے۔ پس اس کا اصل مدار ہر دور کے عرف و رواج پر ہے جو شریعت سے متصادم نہ ہو۔

3۔ وہ تمام حقوق جن کی مشروعیت اصالۃً نہیں بلکہ صاحب حق سے کسی ضرر کو دور کرنے کے لیے ہوتی ہے، ایسے حقوق پر عوض لینا جائز نہیں جیسے شفعہ۔

4۔ جو حقوق نصوص شرعیہ سے ثابت ہوں البتہ ان سے مالی منفعت متعلق ہو گئی ہو اور عرف میں ان کا عوض لینا مروج اور معروف ہو چکا ہو، نیز ان کی حیثیت محض دفع ضرر کی نہ ہو اور نہ وہ شریعت کے عمومی مقاصد و مصالح سے متصادم ہوں، ایسے حقوق پر عوض حاصل کرنا جائز اور درست ہے۔

5۔ کون سے حقوق کس نوع میں داخل ہیں، اور اس تفصیل کے مطابق عصر حاضر میں مروج کون سے حقوق قابل عوض ہیں اور کون قابل عوض نہیں ہیں، ان کی تعیین و تطبیق کے لیے مستند دار الافتاء اور اصحابِ فتویٰ کی طرف رجوع کیا جائے۔ (یہاں پر فقہ اکیڈمی کی قرارداد مکمل ہوئی)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

فقہ اکیڈمی انڈیا کا بھی وہی موقف ہے جو فقہ اکیڈمی جدہ اور مکہ کا ہے۔اس مجمع نے مزید یہ وضاحت کی کہ اس سارے معاملے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ کیا حقوق مال ہیں یا مال نہیں ہیں۔مال کے متعلق یہ بھی واضح کیا گیا کہ مال کی حقیقت نصوص شرعیہ میں موجود نہیں بلکہ اس کا دارومدار عرف ورواج پر ہے۔اکیڈمی نے حقوق کی مختلف اقسام کا بھی تذکرہ کیا جن کو تفصیل سے گذشتہ مباحث میں ذکر کیا جاچکا ہے۔اکیڈمی کے نزدیک حقوق کا عوض لینا جائز ہے بشرطیکہ شریعت کے مقاصد اور مصالح سے متصادم نہ ہوں۔فقہ اکیڈمی نے مزید متنبہ کیا کہ کون سے حقوق مال بن سکتے ہیں اور کون سے حقوق مال نہیں بن سکتے اس کے لیے ہر کوئی اپنی مرضی سے فیصلہ کرنے کی بجائے مستند دارالافتاء سے رابطہ کرے گا۔اکیڈمی نے پانچویں جملے میں جس بات کی توجہ دلائی ہے وہ نہایت اہم ہے جس سے اپنی مرضی اور من مانی کا سدباب ہوتا ہے اس سے ان لوگوں کی دلیل بھی بے معنی ہو جاتی ہے جو یہ کہتے کہ اگر کوئی اپنی ایجاد فروخت کر سکتا ہے، اپنی آواز کی خوبصورتی فروخت کر سکتا ہے تو کوئی مرد یا عورت اپنی جسم کی خوبصورتی کو ماڈلنگ کے لیے عوض لے کر فروخت کیوں نہیں کر سکتا؟

مولانا مفتی تقی عثمانی نے ذکر کیا ہے کہ حقوق تالیف وایجاد کو حکومت کی طرف سے دیئے گئے باقاعدہ سسٹم میں رجسٹرڈ کروایا جاتا ہے اور ایک مستند سرٹیفکیٹ لیا جاتا ہے تو تاجروں کے عرف میں یہ مال متقوم کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے بعید نہیں کہ یہ رجسٹرڈ حق اعیان کی حیثیت حاصل کر لے کیونکہ عرف کا شریعت نے بہت خیال رکھا ہے اور عرف میں اتنی صلاحیت ہے کہ یہ بعض اشیاء کو اموال اور اعیان کے زمرے میں داخل کر دے۔جب یہ حق حکومتی ریکارڈ میں رجسٹرڈ ہو چکا ہے تو اب یہ قابل ذخیرہ بھی بن چکا ہے اور یہ کتاب وسنت کی کسی نص کے خلاف بھی نہیں ہے۔اسی وجہ سے علماء کی ایک جماعت نے اس حق کے جواز کا فتویٰ دیا ہے جیسا کہ مولانا فتح محمد لکھنویؒ، علامہ نظام الدینؒ مفتی دارالعلوم دیوبند، فضیلۃ الشیخ مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ ہیں۔[20] جو فقہاء مولفین کے حقوق کے قائل نہیں ہیں ان کے دلائل کا جائزہ لیتے ہوئے تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ

1۔مانعین نے یہ دلیل دی ہے کہ یہ حقوق اعیان سے نہیں ہیں لہذا یہ مبیع نہیں بن سکتے۔جب کہ دوسری طرف کچھ حقوق کی سب نے اجازت دی ہے۔

2۔انہوں نے ایک دلیل یہ دی ہے کہ جب کسی مشتری نے کتاب خرید لی تو اب اس کو اس میں اپنی مرضی سے تصرف کرنے کا اختیار مل چکا ہے حتی کہ وہ اس کی طباعت بھی کروا سکتا ہے اور بائع (مولف یا پبلشر) کو اسے روکنے کا حق نہیں ہے، اس کا جواب مفتی صاحب نے یہ دیا ہے کہ کتاب کا ایک نسخہ خرید لینے کا یہ مطلب نہیں کہ اب وہ اس کی کاپیاں بنوا کر فروخت کرنے کا بھی مالک بن گیا ہے بلکہ وہ صرف ایک اسی نسخے کا مالک ہے جو اس نے خریدا ہے وہ اسے پڑھ سکتا ہے، اس ایک نسخے کو آگے فروخت کر سکتا ہے، اسے ہدیہ کر سکتا ہے وغیرہ لیکن طباعت نہیں کروا سکتا۔کیونکہ یہ تو ایسے ہی ہے کہ ایک شخص حکومت کی طرف سے جاری کردہ کوئی نوٹ لے اور کہے کہ میں نے چونکہ نوٹ خرید لیا ہے لہذا اب مجھے اس جیسے نوٹ تیار کرنے کا اختیار بھی مل گیا ہے۔جس طرح یہ نوٹ بنانا غیر قانونی ہے اسی طرح کسی کتاب کی ایک کاپی خرید کر اس کی آگے پبلشنگ کروانا بھی غیر قانونی ہے۔

3۔مولف کے حقوق کے مانعین نے ایک دلیل یہ دی ہے کہ اس سے کتمان علم لازم آتا ہے۔جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتمان علم نہیں ہے کتاب تو مولف کی طرف سے مارکیٹ میں موجود ہے جو اس کو خریدنا چاہے وہ مولف سے خرید سکتا ہے بحث اس چیز پر ہے کہ مولف کے علاوہ یا اس کی اجازت کے بغیر کوئی اور اس کتاب کی پبلشنگ نہ کرے۔

4۔ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ صرف ایک ہی شخص کو طباعت کے حقوق دینا علم کی ترویج کے راستے میں رکاوٹ بننا ہے اگر زیادہ لوگ اسے پبلش کریں گے تو کم وقت میں زیادہ لوگوں تک علم پہنچ جائے گا۔اس کا ایک جواب یہ ہے کہ اگر مولفین کو حقوق نہیں دیئے جائیں گے تو کوئی بھی اپنی زندگی کے وقت، سرمایہ اور محنت کو تالیف وتصنیف میں نہیں لگائے گا تو اس وجہ سے علم بالکل ہی معدوم ہو جائے گا دوسری یہ بات کہ دیگر پبلشرز مولف سے معاملہ طے کر کے اجازت لے سکتے ہیں اور ترویج علم کے مقدس فریضہ میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔

آخر میں مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:فالراجح عندنا ، واللہ سبحانہ اعلم ان حق الابتکار والتالیف حق معتبر شرعا فلا یجوز لاحد ان یتصرف فی ھذا الحق بدون اذن من المبتکر او المولف وینطبق ذلک علی حقوق برامج الکمبیوتر ایضا۔[21]

کہ میرے نزدیک راجح موقف یہی ہے کہ تالیف اور ایجاد کے حقوق شرعی طور پر باقاعدہ ایک حیثیت رکھتے ہیں لہذا ان حقوق کے مالک کی اجازت کے بغیر ان میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔یہی حکم کمپیوٹر کے سافٹ ویئر پر بھی لاگو ہوتا ہے۔واللہ اعلم۔

---

[20] فقہ البیوع، 284/1

[21] ایضا، 286/1

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

نتائج بحث:

مذکورہ بالا دلائل اور فقہی اکادمیات کی قراردادوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ:

* تالیف اور ایجاد اس کے مولف اور موجد کا حق ہے۔
* یہ مولف یا موجد کا ایسا ادبی حق ہے جس کو کسی دوسرے کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔
* صنعتی ترقی کی بدولت حالات بدل چکے ہیں لہذا تالیف اور ایجاد کی نشر و طباعت مولف کی مرضی اور اجازت سے مشروط ہے۔
* حقوق تالیف اور حقوق اختراع و ایجاد کے متعلق علاقائی اور بین الاقوامی سطح پر باقاعدہ قانون سازی موجود ہے جس کی رعایت کی جانے چاہیے۔
* مولف اور موجد اپنی تالیف و ایجاد کے تمام حقوق کسی ادارے کو فروخت بھی کر سکتے ہیں۔
* یا ایک خاص معین وقت کے لیے بھی دے سکتے ہیں۔ یعنی مولف کسی پبلشر کو اجازت دے کہ وہ پانچ سال تک اس کی کتاب کو پبلش کر کے فروخت کر سکتا ہے لیکن اس میں بھی مزید کچھ معاملات طے کرنے کی ضرورت باقی رہے گی کیونکہ کچھ پبلشر اس دورانیے میں اتنی زیادہ تعداد پبلش کر لیتے ہیں جو بعد کے سالوں میں بھی فروخت ہوتی رہتی ہے۔
* مولف یا موجد اپنی تالیف و ایجاد کے حقوق کسی کو تحفہ کے طور پر دے سکتے ہیں۔
* اور یہ حقوق استفادہ عام کے طور پر بلا معاوضہ بھی پیش کیے جا سکتے ہیں۔
* اگر کوئی خریدار مولف کی طرف سے شائع کردہ کسی کتاب کا ایک نسخہ خریدتا ہے تو بنیادی طور پر اس نے کاغذ، سیاہی اور جلد وغیرہ کی قیمت ادا کی ہے جس کے نتیجے میں وہ ایک نسخے کی ذات یعنی اس کے حسی وجود کا مالک بنا ہے جس سے وہ پڑھ سکتا ہے اور استفادہ کر سکتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اب اس کو کمرشل مقاصد کے آگے پبلش بھی کر سکتا ہے یا وہ اس کے مواد کا بھی مالک بن گیا۔ بلکہ یہ علمی مواد اب بھی مولف کی ہی ملکیت ہے۔